وسیلہ

عقیدہ و عمل، حقائق و فضائل





مدینہ لائبریری
ضلع ویشالی (بہار)

نام کتاب	:	وسیلہ (عقیدہ وعمل، حقائق وفضائل)
تالیف	:	ڈاکٹر صوفی محمد ضمیر الدین یوسفی تیغی و مولانا محمد نسیم رضا مصباحی
تصحیح	:	مولانا محمد ظفر الدین برکاتی
کمپوزنگ	:	محمد رحمت حسین مصباحی و محمد حسنین رضا
ناشر	:	مدینہ لائبریری، ویشالی (بہار)
سن اشاعت	:	رجب ۱۴۳۴ھ / مئی ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت	:	۲۱۰۰
صفحات	:	۴۸ قیمت: آپ کا مطالعہ

Book Name: wasila (Aquida wa Amal,Haquayeq wa Fazayel)

Compiled by: Dr. Sufi Mohd Zamiruddin Yusufi Teghi,
Maulana Mohammad Naseem Raza Misbahi

Published by: Madeena Library, Alimuddin Chak,Post.
Boaria, Dist. Vaishali (Bihar)

Publishing Year: Rajab 1434 / May 2013

Pages: 48 **Quantity:** 2100

انتساب

شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد تیغ علی قادری آبادانی فریدی

علیه الرحمة و الرضوان

و

جلالۃ المشائخ حضرت صوفی شاہ محمد یوسف قادری تیغی

علیه الرحمة و الرضوان

گر قبول افتد زہے عز و شرف

امیدواران کرم

محمد ضمیر الدین یوسفی و محمد نسیم رضا مصباحی

فہرست

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسلمانوں کو بہر حال سواد اعظم سے وابستہ رہنا چاہیے، سواد اعظم سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو، پیغمبر اسلام حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو سواد اعظم سے وابستہ رہنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے کہ ہر حال میں جماعت کے ساتھ رہو اور سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔

خدائے قدیر جل شانہ کی بارگاہ میں نیک اعمال کے علاوہ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کو دعا کی قبولیت اور مقاصد کے حصول کے لیے وسیلہ بنانا بلا شبہ سواد اعظم کے نزدیک جائز اور مستحسن ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز علمائے اسلاف واخلاف سے ثابت ہے۔

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ بارگاہ رسالت میں عرض کر رہے ہیں:

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم اگرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول

اس شعر میں سواد اعظم اہل سنت کے عقائد کی بھر پور ترجمانی ہوتی ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی مشہور کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھتے ہیں:

''طالب کو چاہیے کہ باوضو دونوں زانوں بطور نماز بیٹھ کر حضرت معین الدین سنجری علیہ الرحمہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے نام کا فاتحہ

پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان دونوں بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے انداز اور زاری بے شماری کے ساتھ اپنے کام کے فتح باب کے لیے دعا کر کے دوضربی شروع کرے۔''

(صراط مستقیم، ص۱۵۳، ادارۂ رشید دیوبند)

سلسلہ تیغیہ کے روشن ضمیر، صوفی باصفا حضرت صوفی شاہ الحاج محمد ضمیر الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی پرکشش شخصیت سے کون واقف نہیں جنہوں نے اپنی ذات کو مسلک اہل سنت کے فروغ واستحکام، سلسلہ تیغیہ کی نشر واشاعت، دین متین کی بے لوث خدمات اور اپنے مریدوں کی اصلاح وتربیت کے لیے وقف کر دیا ہے۔ حضرت موصوف مذکور نے زیر نظر کتابچہ میں وسیلہ سے متعلق اپنی معلومات کے اعتبار سے جو کچھ لکھا ہے خدائے قدیر اس کے ذریعے قارئین کو راہ ہدایت عطا فرمائے اور مسلمانوں کی نئی نسل کو گمراہی وبد دینی سے محفوظ رکھے۔

ہمیں امید قوی ہے کہ اگر عصبیت کی عینک اتار کر مذکورہ اقتباس اور زیر نظر کتابچہ کا مطالعہ کیا گیا تو ہر کوئی اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے گا کہ بارگاہ الٰہی میں نیک اعمال اور خدا کے محبوب ومقبول بندے دونوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور یہی سواد اعظم اہل سنت وجماعت کا مسلک ہے۔

خدائے قدیر جل شانہ حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے ہم سب کو سواد اعظم کی پیروی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

احقر العباد

محمد ابوالکلام احسن القادری

دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

29/مارچ2013

پیش لفظ

میں اس لائق نہیں ہوں کہ کسی موضوع پر کچھ لکھ سکوں یا لکھنے کے لیے سوچوں لیکن حضرت الحاج صوفی محمد نظام الدین قادری حاجی پور نے متواتر اصرار کیا کہ وسیلہ پر کچھ لکھوں۔ میں نے ان کی بات پر بہت غور کیا اور اپنے پیر و مرشد جلالۃ المشائخ الحاج شاہ محمد یوسف تیغی القادری علیہ الرحمۃ والرضوان چاند پور فتح کی طرف مخاطب ہوا اور فیض کی درخواست کر کے میں نے لکھنا شروع کیا اور عزیزم محمد نسیم رضا مصباحی ریسرچ اسکالر شعبہ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے تعاون سے وسیلہ پر ایک رسالہ کتابچہ کی شکل میں تیار ہوگیا۔

بہ تقاضہ بشریت اگر کہیں خطا ہوئی ہو یا کمی رہ گئی ہو تو آپ اس کی نشاندہی فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے اور ہمارے لیے مغفرت کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد ضمیر الدین یوسفی تیغی

آستانہ قادریہ تیغیہ یوسفیہ

علیم الدین چک، بواریا، ویشالی، بہار

29/مارچ 2013

حضور سراپا وسیلہ ہیں

منطق و فلسفہ کی زبان میں انسان کو ممکن کہتے ہیں اور خالق کائنات خدائے وحدہ لاشریک کو واجب۔ واجب کی شان یہ ہے کہ اس نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ سورج کو مشرق سے طلوع ہونے پر مامور کر رکھا ہے جس سے دن شروع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے تو رات شروع ہو جاتی ہے۔ اپنی قدرت سے اس نے چاند کو مجسم بنایا ہے جو خنک روشنی کا نمائندہ ہے۔ کنواں، تالاب، دریا، اور سمندر کا پانی اس کی قدرت سے کہیں میٹھا ہے تو کہیں کھارا۔ زمین سے معدنیات، تیل اور گیس کی شکل میں بے شمار نعمتیں پیدا کرتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب کچھ واجب کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو ممکن کی قدرت سے باہر ہیں لیکن قرآن و احادیث اور صحابہ کرام کی سچی اور پکی زبانیں اور نگاہیں شاہد ہیں کہ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے غروب ہوتے سورج کو پلٹایا ہے اور چمکتے چاند کا سینہ چاک کر کے دو ٹکڑے کر دیا ہے۔ کھارے کنویں سے صاف و شفاف نہایت میٹھے پانی کا چشمہ پھوڑا ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں کے بجائے اپنی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کیا ہے۔ بہتوں کو جنت کی بشارت دی ہے اور بہتوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے اور بہت سے معاملات میں اس طرح کے اختیارات کا مظاہرہ فرمایا ہے کہ ان کے اس تصرف سے ایک ممکن پر قدرت کا گمان گزرتا ہے اسی لیے ایک عاشق صادق نے کہا ہے

ممکن میں قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

عاشق صادق کا یہ تصور اپنی جگہ درست ہے کیوں کہ وہ ممکن ہو کر واجب کے کارنامے انجام دیتے ہیں تو وہ واجب ہوئے لیکن یہ غلط ہے کیوں کہ وہ خود اقرار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں تو وہ واجب ہو نہیں سکتے۔غور وفکر کے بعد اب عقل کو ہوش آیا تو عارف حق نے صحیح نتیجہ بیان کیا

حق یہ کہ ہیں عبد اللہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ میں وہ سرّ خدا ، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

گویا عقل نے اطراف میں نظر دوڑایا تو صحیح صورت حال سامنے آگئی کہ ہم آگ پر پتیلی کے وسیلہ سے پانی گرم کرتے ہیں اگر براہ راست آگ پر پانی ڈال دیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔ اب سمجھ میں آگیا کہ پانی میں آگ کی حرارت کو پہنچانے کے لیے درمیان میں ایک برتن کے وسیلے کی ضرورت ہے۔ٹھیک اسی طرح بارگاہ الٰہی کا قرب اور نور خدا حاصل کرنے کے لیے پیغمبر آخر الزماں محمد ﷺ کے وسیلے کی ضرورت ہے کیونکہ حضور ﷺ بندے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں۔اور جب معلوم ہو گیا کہ حضور سراپا وسیلہ ہیں تو پھر وسیلہ تلاش کرنے سے فطرت کا تقاضہ بھی پورا ہو جاتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل وتکمیل بھی ہو جاتی ہے کہ ’’اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو‘‘۔

زیر نظر کتاب اس حقیقت سے آپ کو روشناس کرانے کے لیے تیار کی گئی ہے تا کہ ہمارے اور آپ کے دل ودماغ میں استمداد وتوسل کے حوالے سے جو تاریکی چھانے لگی ہے اور جس کو ایک معمہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے وہ تاریکی دور ہو جائے اور وہ مسئلہ حل ہو جائے اور پھر ہم اصل کی طرف لوٹ جائیں جس میں دنیا و

آخرت دونوں جہانوں کی بھلائی ہے، آنکھیں کھول کر دل حاضر کر کے اس کا مطالعہ کریں اور پھر دل ودماغ کے مشورے سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے، اس کو ایمان وعقیدہ بنا کر اس کے مطابق عملی زندگی کو منشاء قدرت کا نمونہ بنائیں۔

انسان صحت وغلط اور بھولنے بھٹکنے کا مجسمہ ہے، اس لیے اِس کتاب میں جہاں بھی کوئی غلطی نظر آئے وہ ہماری بھول ہے، ایسی ہر خطا سے ہمیں باخبر کرنا آپ کی اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے اور صحت پر دعاؤں سے نوازنا فطری محبت کی نشانی ہے، اس لیے ہماری یہ کوشش کارآمد وقابل قدر رہے تو صحت وسلامتی کے ساتھ مزید دینی خدمات انجام دینے کی اللہ توفیق عطا فرمائے، اس کے لیے ضرور دعا فرمائیں۔

طالب دعا
محمد نسیم رضا مصباحی
ابا بکر پور، ویشالی، بہار
30؍مارچ 2013

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ☆ یٰۤاَ یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ☆

(سورہ مائدہ آیت ۳۴، پ ٦، ع ١٠)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ایمان، نیک اعمال، عبادات، پیرویٔ سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو، اپنی روحانی توجہ سے طالبان حق کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے، دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں، ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے اور ان کی رہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہر وماہ بن کر چمکے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے (قول جمیل) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ سالکان راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لیے مجاہدہ وریاضت سے

پہلے تلاش مرشد از بس ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکان راہ حقیقت کے لیے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اس لیے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

(صراط مستقیم فارسی، ص ٥٠، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

وسیلہ کا لغوی معنیٰ:

امام لغت علامہ جوہری فرماتے ہیں: **الوسیلة ما یتقرب به الی الغیر.**

(لسان العرب، ج ١١، ص ٧٢٦.٧٢٥، مطبوعه نشرادب الحوذة، ایران)

ترجمہ: جس چیز سے غیر کا تقرب اور نزدیکی حاصل کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

هی فی الاصل ما یتوصل به الی الشئی ویتقرب به.

(النهایة، ج ٥، ص ١٨٥، مطبوعه موسسة مطبوعاتی، ایران)

ترجمہ: دراصل وسیلہ وہ ہے جس سے کسی تک پہنچا جائے یا اس کا قرب حاصل کیا جائے۔

ان دونوں اماموں کی بات سے واضح ہو گیا کہ جس چیز سے غیر کی نزدیکی اور تقرب حاصل ہو اُسے وسیلہ کہتے ہیں اور آیت مذکورہ میں اسی کا بیان ہے۔

وسیلہ کے ثبوت میں دیگر آیات قرآنی

☆ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا.

(سورہ نساء آیت نمبر ٦۴، پ ٥، ع ٦)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور

حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت میں گنہگاروں کے گناہ کی بخشش کے لیے ارحم الراحمین نے تین شرطیں لگائی ہیں اول دربارِ رسول میں حاضری، دوم استغفار، سوم رسول اللہ ﷺ کا مغفرت کی دعا کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ چاروں مذاہب کے فقہائے عظام نے مناسک حج وزیارت کی کتابوں میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص بھی روضہ منورہ پر حاضری دے اس کے لیے مستحب ہے کہ اس آیت کی تلاوت کرے اور پھر اپنی بخشش کی دعا مانگے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کامیابی کا ذریعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کی وفات کے تین دن بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور قبرانور سے لپٹ گیا پھر روضہ شریف کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْاَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْا......الخ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنی گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میری گناہ کی بخشش کی دعا فرمائیں۔ اس پر قبرانور سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(وفاء الوفا، ج۲، ص ۴۱۲)

اس آیت کا حکم نبی پاک ﷺ کی دنیاوی حیات ہی تک محدود نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے کیونکہ روضہ اقدس پر حاضری یقیناً دربار رسول میں ہی حاضری ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من زارني بعد موتي فكانما زارني في حياتي و من مات باحد الحرمين بعث من الامنين يوم القيامة.

(سنن دار قطني، كتاب الحج، باب المواقيت ح٢٦٦٨، ج٢، ص ٣٥١)

ترجمہ: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی اور جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مرگیا وہ قیامت کے دن امن والوں کی جماعت میں اٹھایا جائے گا۔

اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الحج اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے۔

☆ وَلَمَّا جَآءَھُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ☆

(سورہ بقرہ، آیت ۸۹، پ ۱، ع ۱۱)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو، اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا (نبی) اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت ہے منکروں پر۔

سیدالانبیاء ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کی نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کے لیے حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے: اللھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الأمی۔ یارب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح و نصرت عطا فرما۔

مفسر قرآن حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے

عکرمہ یا سعید بن جبیر کی روایت سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہود آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ کے توسل سے اوس وخزرج پر فتح کی دعا کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ۸۹، سورہ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ مقبولان بارگاہ حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے اور سیدالانبیاء ﷺ کی تشریف آوری کا شہرہ ہر زمانے میں تھا اور اللہ کے رسول ﷺ کو وسیلہ بنا کر لوگ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے اور بارگاہ الٰہی میں ان کی دعا مقبول ہوتی تھی۔ صحابہ کرام اور دیگر تمام مومنین کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ جو دعا رسول اکرم ﷺ کے وسیلے سے کی جاتی ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے اور تواتر کے ساتھ یہ عمل صحابہ کرام سے ثابت ہے جیسا کہ امیرالمومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اپنا خط امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے نام مقام ''یرموک'' میں بھیجا اور سلامتی کی دعا مانگی۔

وہ واقعہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ جب مسجد نبوی سے باہر آئے تو ان کو خیال آیا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے روضہ اقدس پر سلام نہیں عرض کیا۔ چنانچہ واپس جا کر جب قبر انور کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں حضرت عائشہ، حضرت عباس وحضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے جنگ یرموک میں اسلام کی فتح کے لیے دعا کی درخواست کی تو حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی:

اللهم انا نتوسل بهذا النبی المصطفی والرسول المجتبی الذی

توسل به ادم ما جیت دعوته و غفرت خطیته ان سهلت علی عبد الله طریقه و طویت له البعید و ایدت اصحاب نبیک بالنصر انک سمیع الدعا.

(فتوح الشام جلد اول، ص ۲۱۸ تا ۲۲۰، م ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور ۱۹۸۶)

ترجمہ: یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی اور خدا نے ان کو معاف فرمادیا اُن ہی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو حضرت عبداللہ بن قرط پر اس کا راستہ آسان کردے اور دور کو نزدیک کردے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فرما کر ان کو فتح عطا فرمادے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اب آپ جایئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر وعباس وعلی وحسن وحسین اور ازواج نبی رضی اللہ عنہم کی دعا کو رد نہیں فرمائے گا جب کہ ان لوگوں نے اس کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق (مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم) ہیں۔

☆قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ☆

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ☆

(سورہ یوسف، آیت ۹۸۔۹۷، پ۱۳، ع۵)

ترجمہ: بولے اے ہمارے والد ہمارے گناہوں کی معافی مانگیے بے شک ہم خطاوار ہیں۔ (حضرت یعقوب نے) کہا جلد میں اپنے رب سے تمہاری مغفرت طلب کروں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم کرنے کے بعد ان کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جا کر اپنے کیے پر شرمندہ ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کے لیے دعا کی درخواست پیش کی اس پر انہوں نے فرمایا

کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بخشش چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ تم خود اللہ سے اپنی بخشش کی دعا کرو بلکہ فرمایا کہ جلد ہی اللہ سے تمہاری بخشش کی دعا کروں گا۔ان کے بیٹوں کو بھی یہ معلوم تھا کہ مقبولان بارگاہ الٰہی کے وسیلہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اس طرح کے مضامین قرآن شریف میں مختلف جگہوں پر آئے ہیں۔بنی اسرئیل پر جب بھی کوئی مصیبت آتی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کرتے اور کہتے کہ اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں۔

سورہ اعراف میں ہے:

وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَیُهِمُ الرِّجُزُ قَالُوُا یٰمُوُسَی ادُعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَهِدَ عِنُدَکَ ج لَئِنُ کَشَفُتَ عَنَّا الرِّجُزَ لَنُوءُ مِنَنَّ لَکَ وَ لَنُرُسِلَنَّ مَعَکَ بَنِیّ اِسُرَآءِ یُلَ ☆

(سورہ الاعراف، آیت ۱۳۴، پ۹، ع۶)

ترجمہ: اور جب ان پر عذاب آتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اُس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔بے شک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے۔

بنی اسرائیل کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب سے نجات عطا فرمائے گا۔

وسیلہ کے ثبوت میں احادیث مبارکہ

حضرت عمر کا حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کرنا:

حدیث: عن انس رضی اللہ تعالی عنه ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه: کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللهم! انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا، و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقینا، قال: فیسقون.

(الصحیح البخاری ،باب الاستسقاء ، ح۱۰۱۰، ص۱۸۸.۱۸۹،م دار احیاء التراث العربی ،بیروت،لبنان، ۲۰۰۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو (اے اللہ) تو بارش نازل فرماتا تھا۔اب ہم اپنے نبی ﷺ کے عم محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما، پھر ان پر بارش ہو جاتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبی ﷺ اور دیگر صاحبانِ فضل دونوں کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عمر نے حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کیا۔

نبی اکرم ﷺ کو اپنے وسیلہ سے دعا مانگنے کی تعلیم دینا:

حدیث: عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی

ﷺ فقال: ادع الله لی ان یعافینی، فقال" ان شئت اخرت لک و هو خیر و ان شئت دعوت" فقال: ادعه، فامره ان یتوضا فیحسن وضوءه و یصلی رکعتین و یدعو بهذا الدعاء.الهم! انی اسالک، و اتوجه الیک بمحمدﷺ نبی الرحمة، یا محمد، انی قد توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی، اللهم! فشفعه فی. قال ابو اسحق هذا حدیث صحیح.

(سنن ابن ماجه،ج ٢ ح ١٣٨٥ ص ١٥٦.١٥٧، م دار المعرفة بیروت ، لبنان)

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں ٹھیک کر دے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس کام کو مؤخر کردوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم چاہو تو (ابھی) دعا کردوں، اس نے کہا آپ دعا کر دیجیے، آپ نے فرمایا تم اچھی طرح وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد یہ دعا کرو، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ اے محمد! ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو، اے اللہ! نبی ﷺ کو میرے لیے شفاعت کرنے والا بنا دے۔ ابو اسحٰق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی کتاب الدعوات میں روایت کیا ہے۔

(ترمذی،باب ١٣٥، ج ٢،ح ٣٩٢٧، ص ٩١٧، جمیعة المرکز الاسلامی القاهرة ،مصر)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم

کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام احمد اور امام حاکم نے اس حدیث کو عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کی سند سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے اس حدیث کو اس سند کے علاوہ ابوامامہ بن سہل بن حنیف کی سند سے بھی روایت کیا ہے، اس روایت میں یہ اضافہ ہے:

قال عثمان: فو الله ما تفرقنا و لا طال الحدیث حتی دخل الرجل و کانه لم یکن به ضرقط.

(دلائل النبوة،ج ٦، ص ١٦٧، مطبوعة دار الکتاب العلمیة ،بیروت، لبنان)

حضرت عثمان بن حنیف نے کہا: بخدا ابھی ہم اس مجلس سے اٹھے نہیں تھے اور نہ ابھی سلسلہ گفتگو دراز ہوا تھا کہ وہ (نابینا) شخص اس حال میں داخل ہوا کہ اس کی آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔

غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور انبیا علیہم السلام کے وسیلہ کے جواز پر قوی دلیل ہے اور صالحین کے وسیلہ کے جواز پر وہ حدیث دلیل ہے جس کو امام بخاری نے باب الاستسقاء میں حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

(تحفة الذاکرین،ص٣٧، مطبع مصطفی البابی و اولاده ، مصر)

ملا علی قاری مذکورہ دونوں حدیثوں کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ دعا میں انبیا وصالحین کا وسیلہ پیش کرنا امورِ مستحبہ میں سے ہے۔

(الحرز الثمین ، ص ١٧٦، مطبوعة مطبعة میریة، مکة مکرمة)

حضرت عثمان بن حنیف کی یہ حدیث جس کو بکثرت محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں صحت سند کی صراحت کے ساتھ روایت کیا ہے اس مطلوب پر قوی

دلیل ہے کہ نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا اور آپ سے دعا کی درخواست کرنا جائز اور مستحسن ہے اور آپ کی ہدایت قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے حجت ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا:

حدیث: عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف اٰدم الخطیئة قال یا رب اسالک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللّٰه عز و جل یا اٰدم و کیف عرفت محمد و لم اخلقه قال لانک یا رب لما خلقتنی بیدک و نفخت فیّ من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول اللّٰه فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللّٰه عز و جل صدقت یا اٰدم انه لاحب الخلق الیّ و اذا سئلتنی بحقه فقد غفرت لک و لو لا محمد ما خلقتک.

(دلائل النبوةللبیهقی، ج ٥، ص ٤٨٩، مطبوعة دار الکتب العلمیة،بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم سے (اجتہادی) خطا ہوگئی تو انھوں نے کہا: اے رب! میں تجھ سے بہ حق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے، اللہ عز وجل نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟ حضرت آدم نے کہا کیونکہ اے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور تو نے مجھ میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ تو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا، اللہ عز وجل نے فرمایا: اے آدم تم نے

سچ کہا وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور کیونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے سوال کیا ہے اس لیے میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد ﷺ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

امام طبرانی نے بھی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر سے روایت کیا ہے۔

(معجم صغیر، ج ۲، ص ۸۳،۸۲، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ)

امام ابن جوزی نے بھی اس حدیث کو حضرت عمر سے روایت کیا ہے اور حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث کو روایت کیا ہے۔

(الوفاء، ص ۳۳، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

شیخ ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، لیکن انھوں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حافظ ابو نعیم کی دلائل النبوۃ میں نہیں بلکہ حافظ بیہقی کی دلائل النبوۃ میں ہے اور یہ حدیث صحیح کی تفسیر کے درجہ میں ہے۔

(فتاوی ابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۵۱، مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز)

وفات کے بعد وسیلہ بنانے کا بیان:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک سال قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے۔

حافظ ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حدیث: عن مالک الدار قال و کان خازن عمر علی الطعام قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یا رسول اللّٰه ﷺ استسق لامتک فانهم قد هلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل له ائت عمر فاقرء ه السلام و اخبره انکم

ستسقون و قل له عليک الکيس عليک الکيس فاتی عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال يا رب لا آلو الا ما عجزت عنه.

(المصنَّف، ج ۱۲ ص ۳۲، مطبوعة ادارة القرآن، كراچی)

ترجمہ: حضرت مالک دار، جو حضرت عمر کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آ گیا، ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر گیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہے ہیں، نبی ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ، ان کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی اور ان سے کہو تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور ان کو یہ خبر دی۔ حضرت عمر رونے لگے اور کہا: اے اللہ! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی وصال کے بعد صاحب قبر سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے۔ یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے تقریباً سات یا آٹھ سال بعد پیش آیا۔ اس وقت بکثرت صحابہ کرام موجود تھے اور خواب دیکھنے والے کوئی گمنام شخص نہیں تھے بلکہ ایک جلیل القدر صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے جن کی وفات ۶۷ھ میں ہوئی اور ایک صحابی سے شرک کا صدور محال ہے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ تاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی پیروی کرلو ہدایت پا جاؤ گے۔

اس حدیث کو حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے اور اسے سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیا ہے۔

(فتح الباری، جلد ۲، ص ۷۰۳، دار مصر للطباعة، مصر، ۲۰۰۱)

علم حدیث میں حافظ ابن کثیر کی شخصیت موافقین اور مخالفین سب کے نزدیک مسلم ہے اور حافظ ابن کثیر نے امام بیہقی کی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر انور پر جا کر آپ سے بارش کی دعا کے لیے درخواست کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ اور اپنا خواب بیان کیا اور حضرت عمر نے اس کو مقرر رکھا اور اس پر انکار نہیں کیا۔

(البداية والنهاية، ج ۷، ص ۹۲.۹۱، مطبوعة دار الفكر، بيروت، لبنان)

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیا ہے اور ان دونوں کی تصحیح کے بعد کسی تردد کی گنجائش نہیں رہتی۔

صحابی رسول کا نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی تعلیم دینا:

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حدیث: عن عثمان بن حنيف رضی الله عنه ان رجلا كان يختلف الی عثمان بن عفان رضی الله عنه فی حاجة له فكان عثمان لا يلتفت اليه و لا ينظر فی حاجته. فلقی عثمان بن حنيف فشكا ذلک اليه فقال له عثمان بن حنيف ايت الميضاة فتوضا ثم ايت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم انی اسئلک و اتوجه اليک بنبينا محمد ﷺ نبی الرحمة يا محمد انی اتوجه بک الی ربک (ربی) جل و عز فيقضی لی حاجتی و تذكر حاجتک و رح الی حتی اروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال له عثمان ثم اتی باب عثمان........فجاء البواب حتی اخذ بيده فادخله علی عثمان بن عفان فاجلسه معه علی الطنفسة و قال حاجتک

فقضاها له ثم قال له ما ذكرت حاجتک حتی كانت هذه الساعة و قال ما كانت لک من حاجة فاتنا ثم ان الرجل خرج من عنده فلقی عثمان بن حنیف فقال له جزاک الله خیرا ما كان ینظر فی حاجتی و لا یلتفت الی حتی کلمته فی فقال عثمان بن حنیف والله ما کلمته و لکن شهدت رسول اللهﷺ واتاه ضریر فشکا علیه ذهاب بصره فقال له النبیﷺ ا فتصبر فقال یا رسول الله ان لیس لی قائد و قد شق علی فقال له النبیﷺ ایت المیضاة فتوضاثم صل رکعتین ثم ادع بهذه الدعوات قال عثمان بن حنیف ما تفرقنا و لا طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانه لم یکن به ضرر (قط) الی ان قال: و الحدیث صحیح.

(معجم صغیر، ج۱، ص۱۸۴،۱۸۳، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے، ایک دن اس شخص کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف سے ہوئی، اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے اس بات کی شکایت کی، حضرت عثمان نے اس سے کہا: تم وضو خانہ جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ کہو اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی ﷺ، نبی رحمت، محمد کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! میں آپ کے واسطے سے آپ کے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوں تاکہ وہ میری حاجت روائی کرے اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا پھر میرے پاس آنا حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں وہ شخص

گیا اور اس نے حضرت عثمان بن حنیف کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا، پھر وہ حضرت عثمان بن عفان کے پاس گیا، دربان نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور ان کو حضرت عثمان بن عفان کے پاس لے گیا، حضرت عثمان نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے اپنا کام ذکر کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا کام کر دیا اور فرمایا تم نے اس سے پہلے اب تک اپنے کام کا ذکر نہیں کیا تھا اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو تو تم ہمارے پاس آ جانا، پھر وہ شخص حضرت عثمان کے پاس سے چلا گیا اور جب اس کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، حضرت عثمان میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور میرے معاملہ میں غور نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی۔

حضرت عثمان بن حنیف نے کہا بخدا! میں نے حضرت عثمان سے کوئی بات نہیں کی، لیکن ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا، آپ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے اپنی نابینائی کی آپ سے شکایت کی، نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر صبر کرو گے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور مجھے بڑی مشکل ہوتی ہے، نبی ﷺ نے اس سے فرمایا تم وضو خانے جاؤ اور وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر ان کلمات سے دعا کرو، حضرت عثمان بن حنیف نے کہا ابھی ہم الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ ابھی زیادہ باتیں ہوئی تھیں کہ وہ نابینا شخص آیا اِس حال میں کہ اس کی آنکھوں میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کی تائید:

شیخ ابن تیمیہ اس حدیث کی تائید کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

قال الطبرانی روی هذا الحدیث شعبة عن جعفر و اسمه عمر

بن ابی یزید و هو ثقة تفرد به عثمان بن عمر عن شعبة قال ابو عبد الله المقدسی و الحدیث صحیح.

قلت والطبرانی ذکر تقرره بمبلغ علمه و لم یبلغه روایة روح بن عبادة عن شعبة و ذلک اسناده صحیح یبین انه لم ینفرد به عثمان بن عمر.

(قاعدة جلیلة فی التوسل والوسیلة،ص ۹۸، منشورات المکتب الاسلامی، بیروت ،لبنان،ایضاً فتاوی ابن تیمیة،ج ۱،ص ٢٧٤ . ٢٧٣ ،مطبوعة بامر فهد بن عبد العزیز)

ترجمہ: امام طبرانی نے کہا اِس حدیث کو شعبہ نے جعفر سے روایت کیا ہے اور اس کا نام عمر بن ابو یزید ہے اور وہ ثقہ ہے، عثمان بن ابوعمر، شعبہ سے اس روایت میں متفرد ہے۔ ابوعبداللہ مقدسی نے کہا اور یہ حدیث صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام طبرانی نے اپنے مبلغ علم کے اعتبار سے عثمان بن ابوعمر کو متفرد کہا ہے، ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ روح بن عبادہ نے بھی شعبہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ اسناد صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عثمان بن ابوعمر اس روایت میں متفرد نہیں۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث دو صحیح سندوں سے مروی ہے۔

شیخ ابن تیمیہ نے اسی حدیث کے حوالے سے ایک حکایت بیان کی ہے کہ ابن ابی الدنیا نے کتاب 'مجابی الدعا' میں ایک روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص عبد الملک بن سعید ابجر کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اس کے پیٹ کو دبایا اور کہا کہ تمہیں ایک بیماری ہے جو ٹھیک نہیں ہوسکتی۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ عبدالملک نے کہا دبیلہ (بڑا پھوڑا) جو پیٹ کے اندر نکلتا ہے اور اکثر مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ وہ شخص واپس ہوا پھر اس نے کہا:

اللـه!اللـه!الله ربی لا اشرک به شیئا اللهم! انی اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة ﷺ تسلیما یا محمد انی اتوجه بک الی ربک و ربی یرحمنی مما بی.

ترجمہ: اللہ! اللہ! اللہ میرا رب ہے، میں اس کا کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اے محمد! ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری بیماری میں مجھ پر رحم فرمائیں۔

کہتے ہیں کہ عبدالملک نے اس کے بعد اس کے پیٹ کو دبایا اور کہا کہ تم ٹھیک ہوگئے ہو تمہیں کوئی بیماری نہیں۔ شیخ ابن تیمیہ اپنی کتاب میں اس پورے واقعے کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت: فهذه الدعا و نحوه قد روی انه دعا به السلف.

میں کہتا ہوں کہ یہ اور اس جیسی دیگر دعائیں سلف سے منقول ہیں۔

(قاعدة جلیلةفی التوسل و الوسیلة ،ص ۹۱، منشورات المکتب الاسلامی، بیروت ، لبنان، ۱۹۷۰)

اہم بات یہ ہے کہ شیخ ابن تیمیہ نے اس چیز کی بھی صراحت کر دی کہ یہ سلف کا عمل ہے اور اس عمل سے شفایاب ہونا بھی درست ہے۔

وفات کے بعد وسیلہ کے متعلق فقہائے اسلام کا نظریہ

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

ہم یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والا یہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے فلاں کے حق اور فلاں فرشتے اور انبیا اور صالحین وغیرہم کے حق سے سوال کرتا ہوں، اس دعا کا تقاضا ہے کہ اللہ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت ہو، اور

یہ دعا صحیح ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت اور حرمت ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی قدر افزائی کرے اور جب یہ شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کون اس سے شفاعت کر سکتا ہے؟

(فتاوی ابن تیمیة، ج ۱، ص ۲۱۱، مطبوعة بامر فهد بن عبد العزیز)

علامہ آلوسی کا نظریہ:

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی عزت اور وجاہت کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کرنے میں، میرے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔

(روح المعانی، ج ٦، ص ١٢٨، مطبوعة دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ:

کاش میری عقل ان لوگوں کی ہوتی جو لوگ اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد کا انکار کرتے ہیں، یہ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا، اللہ کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے اور اس اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! تو نے اپنے اس بندۂ مکرم پر جو رحمت فرمائی ہے اور اس پر لطف و کرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما، کہ تو دینے والا کریم ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا اور اے اللہ کے ولی! میری شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کرے اور میری

حاجت پوری کر دے۔ سو مطلوب کو دینے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے اور قادر، فاعل اور اشیا میں تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فعل، سطوت، قدرت اور غلبہ میں فانی اور ہالک ہیں اور ان کو اب قبر میں افعال پر قدرت اور تصرف حاصل ہے اور نہ اس وقت قدرت اور تصرف حاصل تھا، جب وہ زندہ تھے۔

اور امداد و استمداد کا جو معنی میں نے ذکر کیا ہے اگر موجب شرک اور غیر اللہ کی طرف توجہ کو مستلزم ہوتا، جیسا کہ منکر کا زعم فاسد ہے تو چاہیے یہ تھا کہ صالحین سے طلب دعا اور توسل زندگی میں بھی ناجائز ہوتا حالانکہ یہ بجائے ممنوع ہونے کے بالاتفاق جائز اور مستحسن و مستحب ہے۔ اور اگر منکر یہ کہیں کہ موت کے بعد اولیاء اللہ اپنے مرتبہ سے معزول ہو جاتے ہیں اور زندگی میں جو فضیلت و کرامت انھیں حاصل تھی وہ باقی نہیں رہتی تو اس پر کیا دلیل ہے؟ اور اگر یوں کہیں کہ بعد موت کے وہ ایسی آفات و بلیات میں مبتلا ہوئے کہ انھیں دعا وغیرہ کی فرصت نہ رہی تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں اور نہ اس پر دلیل ہے کہ اولیا کے لیے ابتلا قیامت تک رہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ جو کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر اہل قبر سے استمداد سود مند نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اولیا جذب و استغراق کی کیفیت میں ہوں اور عالم لاہوت کے مشاہدہ میں اس طرح منہمک ہوں کہ اس دنیا کے حالات کی طرف توجہ اور شعور نہ رہے پس اس دنیا میں تصرّف نہ کریں جیسا کہ دنیا میں بھی اولیاء اللہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔

ہاں اگر اولیاء اللہ کے حق میں زائرین کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ مدد کرنے میں مستقل ہیں اور اللہ کی جانب توجہ کیے بغیر بطورِ خود ذاتی قدرت سے امداد کرتے ہیں، جیسے

بعض جہلا کا عقیدہ ہے کہ وہ قبر کو بوسہ دیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ تمام افعال ممنوع اور حرام ہیں اور ناواقف عوام کے افعال کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ خارج از بحث ہیں اور عارف شریعت و عالم احکام دین ان تمام منکرات سے سخت بےزار ہیں اور مشائخ واہل کشف سے ارواح کاملہ سے استفادہ کے بارے میں جو کچھ مروی ہے وہ حصر سے خارج ہے اور ان کی کتابوں میں مشہور اور مذکور ہے۔ حاجت نہیں کہ ہم اس کا ذکر کریں اور ممکن ہے کہ وہ منکر متعصب کو فائدہ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بدعقیدگی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(اشعۃ اللمعات، ج ٣، ص ٤٠٢-٤٠١، مطبوعہ مطبع تیج کمار، لکھنو)

نیز اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں کہ امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے... اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔

غیر مقلد عالم شیخ وحید الزماں کا نظریہ

جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے؟ حضرت عمر نے جو حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کی تھی، وہ نبی ﷺ کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں، انھوں نے حضرت عباس کے وسیلہ سے اس لیے دعا کی تا کہ حضرت عباس کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں اور انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اسی طرح شہدا اور صالحین بھی زندہ ہیں۔ ابن عطا نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی ﷺ سے استعانت کرنا جائز نہیں۔ ہاں نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے

بعد حضرت عثمان بن حنیف نے اس شخص کو آپ کے وسیلہ سے دعا کی تعلیم دی جو حضرت عثمان کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے۔ اس دعا میں یہ الفاظ تھے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔

کاش میری عقل ان منکرین کے پاس ہوتی! جب کتاب اور سنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا۔ امام جزری نے حصن حصین کے آداب دعا میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیا اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے، اور ایک اور حدیث میں ہے: یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، سیّد نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے موضوع نہیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، ایک حدیث میں ہے میں تیرے نبی محمد اور موسیٰ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ اس کو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر پٹنی نے مجمع بحار الانوار میں ذکر کیا ہے، اور امام حاکم، امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم کی اس دعا کو روایت کیا ہے ''اے اللہ! میں تجھ سے بحق محمد سوال کرتا ہوں''۔

ابن منذر نے روایت کیا ہے اے اللہ! تیرے نزدیک محمد کی جو وجاہت اور عزت ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ علامہ سبکی نے کہا ہے کہ وسیلہ پیش کرنا، مدد طلب کرنا اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے، علامہ قسطلانی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آہ وزاری کرنے کا متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تھا حتیٰ کہ ابن تیمیہ

آیا اور اس نے انکار کیا...قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیا میں سے کسی نبی اور اولیا میں سے کسی ولی اور علما میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، جو شخص قبر پر جا کر زیارت کرے یا فقط اللہ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اے اللہ! میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے فلاں بیماری سے شفا دے اور میں اس نیک بندے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تو اس دعا کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ قاضی شوکانی کا کلام ختم ہوا۔

(ہدیۃ المہدی، ص ۴۷ تا ۴۹، مطبوعہ میور پریس، دہلی)

انبیا و اولیا سے مدد طلب کرنا

نبی کریم ﷺ کا حکم دینا کہ مجھ سے مانگو:

حدیث: **عن ربیعۃ ابن کعب قال کنت ابیت مع رسول اللہ ﷺ فاتیتہ بوضوئہ و حاجتہ فقال لی سل فقلت اسائلک مرافقتک فی الجنۃ قال او غیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود رواہ مسلم.**

(مشکوٰۃ ،باب السجود و فضلہ)

ترجمہ: حضرت ربیعہ ابن کعب سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مانگو! میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس کے سوا کچھ اور بھی؟ میں نے عرض کیا بس یہی۔ فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہی نہیں بلکہ براہ راست نبی سے مانگنا سنت صحابہ ہے۔ ساتھ ہی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کو سب کچھ عطا کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ اور یہ حکم نبی پاک ﷺ کی حیات ظاہری تک ہی محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے عام ہے بلکہ روز حساب میدان حشر میں تمام لوگوں کی نگاہ رسول اکرم ﷺ کی طرف ہوگی اور آپ ﷺ کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ سب کی بخشش فرمائے گا۔

فرشتوں اور اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرنا

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

حدیث: **عن ابن عباس قال ان للّٰہ ملائکۃ فضلا سوی الحفظۃ یکتبون ما سقط من ورق الشجر فاذا اصابت احدکم عرجۃ فی سفر فلیناد "اعینوا عباد اللہ رحمکم اللہ.**

(المصنَّف، ج ۱۰ ، ص۳۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں جب تم میں سے کسی شخص کو سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے

"اے اللہ کے بندو! تم پر اللہ رحم فرمائے، میری مدد کرو۔"

حافظ ابوبکر دینوری معروف با بن السنی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حدیث: **عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللّٰہ احبسوا یا عباد اللّٰہ احبسوہ فان للّٰہ عز وجل فی الارض حاضرا یستحسبہ.**

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ،ص۱۶۲، مطبوعہ مطبع مجلس دائرۃ المعارف، حیدرآباد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک شخص کی سواری ویران زمین میں بھاگ جائے تو وہ یہ ندا کرے: اے اللہ کے نیک بندو! اس کو روک لو، اے اللہ کے نیک بندو اس کو روک لو، کیونکہ زمین میں اللہ عزوجل کے کچھ روکنے والے ہیں جو اس کو روک لیتے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں کو متعدد محدثین نے روایت کیا ہے۔

علامہ نووی، امام ابن السنّی کی کتاب سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة و کان یعرف هذا الحدیث فقال له فحبسها الله علیهم فی الحال و کنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهیمة و عجزوا عنها فقلته فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی هذا الکلام.

(کتاب الاذکار، ص ۲۰۱، مطبوعة دار الفکر، بیروت، لبنان)

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا جو بہت بڑے عالم تھے کہ ایک مرتبہ ریگستان میں ان کی سواری بھاگ گئی، ان کو اس حدیث کا علم تھا، انھوں نے یہ کلمات کہے (اے اللہ کے بندو روک لو) اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو اسی وقت روک دیا۔ (علامہ نووی فرماتے ہیں) ایک مرتبہ میں ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا، اس جماعت کی ایک سواری بھاگ گئی، وہ اس کو روکنے سے عاجز آگئے، میں نے یہ کلمات کہے تو بغیر کسی اور سبب کے صرف ان کلمات کی وجہ سے وہ سواری اسی وقت رک گئی۔

ملا علی قاری نے بھی علامہ نووی کی عبارت کو نقل کیا ہے۔ شیخ شوکانی نے بھی علامہ نووی کی اس عبارت کو 'تحفۃ الذاکرین' میں نقل کیا ہے۔

ملا علی قاری 'یا عباد اللّٰہ' کی شرح میں لکھتے ہیں:

المراد بهم الملائکة او المسلمون من الجن او رجال الغیب المسمون بالابدال.

(الحرز الثمین علی هامش الدر الغالی، ص ۳۷۸، مطبوعة المطبعة المیریة، مکة مکرمة)

اے اللہ کے بندو سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن، یا اُس سے مردانِ غیب مراد ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں (یعنی اولیاء اللہ)

عہد صحابہ اور تابعین میں مسلمانوں کا یہ شعار تھا کہ وہ شدائد اور ابتلا کے وقت ''یا محمداہ'' کہہ کر رسول اللہ ﷺ کو ندا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرتے تھے۔

علامہ ابن اثیر جزری جنگ یمامہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم برز خالد، ودعا الی البراز و نادی بشعارهم و کان شعارهم "یا محمداه" فلم یبرز الیه احد الا قتله.

(الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۳۳۶، دار المعرفة، بیروت، لبنان، ۲۰۱۱)

ترجمہ: پھر حضرت خالد بن ولید نے (دشمن کو) للکارا اور للکارنے والوں کو دعوت (قتال) دی پھر مسلمانوں کے معمول کے مطابق ''یا محمداہ'' کہہ کر نعرہ لگایا، پھر وہ جس شخص کو بھی للکارتے اس کو قتل کر دیتے تھے۔

حافظ ابن کثیر بھی اس جنگ کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

ثم نادی بشعار المسلمین و کان شعارهم یومئذ یا محمداه.

(البدایة و النهایة ج ۳، ص ۷۱۷، دار المعرفة، بیروت، لبنان، ۲۰۱۰)

ترجمہ: پھر حضرت خالد نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق نعرہ لگایا اور اس زمانے میں ان کا معمول ''یا محمداہ'' کا نعرہ لگانا تھا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا روضہ اقدس پر حاضر ہو کر مدد طلب کرنا

یا سید السادات جئتک قاصدا
ارجوا رضاک و احتمی بحماک
انت الذی لو لاک ما خلق امرو
کلا و لا خلق الوری لو لاک
انا طامع بالجود منک و لم یکن
لابی حنیفة فی الانام سواک

(قصیدہ نعمانیہ)

ترجمہ: اے سید السادات! میں آپ کے پاس قصد کر کے آیا ہوں میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار ہوں اور آپ کی پناہ گاہ میں پناہ گزیں ہوں۔ آپ کی وہ ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ کیا جاتا اور نہ کوئی مخلوق عالم وجود میں آتی۔ میں آپ کے جود و کرم کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں۔

اِن اشعار سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ ہی نہیں معلوم ہوتا بلکہ بذات خود نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کرنا اور نبی پاک ﷺ سے بے انتہا عشق ثابت ہوتا ہے۔ اہل ایمان اِن اشعار کو پڑھیں اور اپنا ایمان تازہ کریں۔

وسیلہ کے بارے میں علمائے دیو بند کا موقف

شیخ محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

المهند جو علماے دیو بند کے نزدیک ایک اجماعی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیا و اولیا و صدیقین کا توسل جائز ہے، ان کی حیات میں یا بعد وفات کے اس طرح کہے کہ یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں، اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شیخ محمد اسحٰق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے (انتھی المهند ص ۱۲،۱۳)

(تسکین الصدور، ص ۴۱۳، مطبوعہ ادارہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

مولانا قاسم نانوتوی کا موقف

شیخ محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی زیر آیت **ولو انهم اذظلموا انفسهم**...الآیۃ فرماتے ہیں:

کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں، اور تخصیص ہو تو کیوں کر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے رحمت

ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ قبر میں زندہ ہوں (آبِ حیات)۔

(تسکین الصدور، ص ۶۵، مطبوعہ ادارہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

شیخ رشید احمد گنگوہی کا موقف:

شیخ رشید احمد گنگوہی **یا رسول اللّٰہ انظر حالنا، یا نبی اللّٰہ اسمع قالنا** کے جواز یا عدم جواز کی بحث میں لکھتے ہیں:

یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ ندا غیر اللہ تعالیٰ کو دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں، مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیوے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جاوے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیویں گے جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہے، یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال محل تحسر وحرمان میں ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ، پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات واشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک ہیں نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ابہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے (الیٰ قولہ) مگر اس طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کہہ سکتا مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ کامل، ص ۶۸، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

گویا یا محمد، یا رسول اللہ کے نعروں سے علمائے دیوبند کا منع کرنا ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہے کوئی حکم شرعی نہیں۔

شیخ اشرف علی تھانوی کا نظریہ:

شیخ اشرف علی تھانوی، امام طبرانی، امام بیہقی کے حوالوں سے حضرت عثمان بن حنیف کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا۔ اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔

(شیخ اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، ص ۲۵۳، مطبوعہ تاج کمپنی، کراچی)

شاہ اسماعیل دہلوی کا نظریہ:

وابتغوا الیہ الوسیلۃ... الآیۃ میں وسیلہ سے مراد مرشد کامل ہے جس کا بیان گزر چکا۔ اور متعدد علماء دیوبند کا موقف بھی یہی ہے طوالت کی وجہ سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

خلاصہ یہ ہے کہ اکابر اور اصاغر علمائے دیوبند اور اہل حدیث کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اور دیگر مقربین کے وسیلہ سے دعا کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے بلکہ سنت اور مستحب ہے اور ہم بھی اس سے زیادہ نہیں کہتے۔

ایمان افروز واقعات

متعدد کتابوں میں آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر طلب دعا کا تذکرہ ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

☆ ایک جماعت نے عتبی سے یہ مشہور حکایت نقل کی ہے جس جماعت میں شیخ ابو منصور الصباغ بھی ہیں انھوں نے اپنی کتاب الشامل میں بیان کیا ہے کہ عتبی فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے ''اور اگر بے شک وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے پس وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور ان کے لیے رسول بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے'' اس لیے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارشی پیش کرنے آیا ہوں۔ اس کے بعد اس نے درد دل سے چند اشعار پڑھے اور جذبہ محبت کے پھول نچھاور کر کے چلا گیا اور اسی واقعہ کے آخر میں مذکور ہے کہ خواب میں اس کو کامیابی کی بشارت بھی مل گئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عتبی! جا کر اس اعرابی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۵۲۰)

علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی المتوفی ۷۱۰ھ نے اپنی تفسیر مدارک ج ۱ ص ۳۹۹ میں اور شیخ عبد الحق نے جذب القلوب ص ۱۹۵ میں نقل کیا ہے۔

☆ مشہور حافظ الحدیث حضرت محمد بن المنکدر ر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی (۸۰) دینار بطور امانت رکھے اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں اس کی ضرورت

پڑے تو خود خرچ کر لینا۔ والد نے قحط سالی میں یہ رقم خرچ کر ڈالی۔ اس شخص نے جہاد سے واپس آکر اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ والد نے اس سے وعدہ کر لیا کہ کل آنا اور رات مسجد نبوی میں گزاری۔ کبھی قبر انور سے لپٹتے، کبھی منبر اطہر سے چمٹتے اسی حال میں صبح کر دی ابھی کچھ اندھیرا ہی تھا کہ ناگہاں ایک شخص نمودار ہوا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ابو محمد! یہ لو، والد نے ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے جس میں اسی دینار ہیں۔ صبح کو والد نے وہی دینار اس شخص کو دے دیے۔

(وفاء الوفا للمسھودی، الفصل الثالث فی توسل الزائر، ج ۲، ص ۱۳۸۰، ۱۳۸۱)

☆ امام ابو بکر مقری کہتے ہیں کہ میں اور امام طبرانی اور ابو الشیخ تینوں حرم نبوی میں فاقہ سے تھے جب عشا کا وقت آیا تو میں نے قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا **یا رسول اللہ! علیک الصلوۃ والسلام** ''ہم لوگ بھوکے ہیں'' یہ عرض کر کے میں لوٹ آیا۔ امام ابو القاسم طبرانی نے مجھ سے کہا کہ بیٹھو رزق آئے گی یا موت۔ ابو بکر مقری کا بیان ہے کہ میں اور ابو الشیخ تو سو گئے مگر طبرانی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، ہم نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ دو غلام ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ٹوکری ہے جو قسم قسم کے کھانوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہم لوگوں نے بیٹھ کر کھایا اور خیال کیا کہ بچے ہوئے کھانے کو غلام لے لے گا مگر وہ باقی کھانا بھی ہمارے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے ہم سے کہا کہ تم نے حضور نبی اکرم ﷺ سے فریاد کی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس کچھ کھانا لے جاؤں۔

(وفاء الوفا للمسھودی، الفصل الثالث فی توسل الزائر، ج ۲، ص ۱۳۸۱، ۱۳۸۰)

اس طرح کے واقعات سے کتب تفاسیر واحادیث کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔اختصار کے پیش نظر انہی چند واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔مزید واقعات کے لیے کتب تفاسیر واحادیث کا مطالعہ کریں۔

☆☆☆☆☆

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْن.

(سورہ مائدہ آیت ۳۴، پ ۶، ع ۱۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

☆ **وَمَآ اَرْسَلْنَامِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.**

(سورہ نساء آیت نمبر ۶۴، پ ۵، ع ۶)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

☆ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْن۔

(سورہ بقرہ، آیت ۸۹، پ ۱، ع ۱۱)

ترجمہ:اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو،اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہےاوراس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھےتو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا (نبی)اس سے منکر ہو بیٹھےتو اللہ کی لعنت ہےمنکروں پر۔

☆**قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ. قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.**

(سورہ یوسف،آیت ۹۷۔۹۸،پ۱۳،ع۵)

ترجمہ: بولے اے ہمارے والد ہمارے گناہوں کی معافی مانگیے بے شک ہم خطاوار ہیں۔(حضرت یعقوب نے) کہا جلد میں اپنے رب سے تمہاری مغفرت طلب کروں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

☆ **قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ج**

(آل عمران،آیت ۵۲،پ۳،ع۱۳)

ترجمہ:(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) کہا کون میری مدد کرے گا اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں۔

☆ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ**

(سورہ بقرہ،آیت ۱۵۳،پ۲،ع۳)

ترجمہ:اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔

حدیث: عن انس رضی اللہ تعالی عنه ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه: كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب، فقال: اللهم! انا كنا نتوسل اليک بنبينا فتسقينا، و انا نتوسل اليک بعم نبينا فاسقينا، قال: فيسقون.

(الصحيح البخاری ،باب الاستسقاء، ح۱۰۱۰، ص۱۸۸۔۱۸۹،م دار احیاء التراث العربی ،بیروت،لبنان، ۲۰۰۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو (اے اللہ) تو بارش نازل فرماتا تھا۔اب ہم اپنے نبی ﷺ کے عم محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما، پھر ان پر بارش ہو جاتی۔

حدیث: عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبى ﷺ فقال: ادع الله لى ان يعافينى، فقال" ان شئت اخرت لک و هو خير و ان شئت دعوت" فقال: ادعه، فامره ان يتوضا فيحسن وضوءه و يصلى ركعتين و يدعو بهذا الدعاء. اللهم! انى اسالک، و اتوجه اليک بمحمد ﷺ نبى الرحمة، يا محمد، انى قد توجهت بک الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى، اللهم! فشفعه فى. قال ابو اسحق هذا حديث صحيح.

(سنن ابن ماجه، ج ۲ ح ۱۳۸۵ ص ۱۵۶۔۱۵۷، م دار المعرفة بيروت ، لبنان)

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں ٹھیک کردے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اس کام کو مؤخر کردوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم چاہو تو (ابھی) دعا کردوں، اس نے کہا آپ دعا کر دیجیے، آپ نے فرمایا تم اچھی طرح وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد یہ دعا کرو، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد! ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو، اے اللہ! نبی ﷺ کو میرے لیے شفاعت کرنے والا بنا دے۔ ابواسحٰق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث: عن مالک الدار قال و کان خازن عمر علی الطعام قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ﷺ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل له ائت عمر فاقرء ہ السلام و اخبرہ انکم ستسقون و قل له علیک الکیس علیک الکیس فاتی عمر فاخبرہ فبکی عمر ثم قال یا رب لا آلو الا ما عجزت عنه.

(المصنّف، ج ۱۲ ص ۳۲، مطبوعة ادارة القرآن، کراچی)

ترجمہ: حضرت مالک دار، جو حضرت عمر کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آگیا، ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر گیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہے ہیں، نبی ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس

جاؤ، ان کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی اور ان سے کہو تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے، پھر وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور ان کو یہ خبر دی۔ حضرت عمر رونے لگے اور کہا: اے اللہ! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔

حدیث: عن ربیعۃ ابن کعب قال کنت ابیت مع رسول اللّٰہ ﷺ فاتیته بوضوئه و حاجته فقال لی سل فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنة قال او غیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود رواہ مسلم.

(مشکوٰۃ، باب السجود و فضله)

ترجمہ: حضرت ربیعہ ابن کعب سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: مانگو! میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس کے سوا کچھ اور بھی؟ میں نے عرض کیا بس یہی۔ فرمایا اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

تیغی ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیئر سوسائٹی

شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ محمد تیغ علی قادری آبادانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحریک اور دینی و تعلیمی مشن کو فروغ دینے کی غرض سے صوفی ڈاکٹر محمد ضمیر الدین یوسفی تیغی کی سرپرستی میں ۱۱؍ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار موضع علیم الدین چک میں تیغی ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیئر سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ سرکارِ سرکاہی کے علمی مشن کو فروغ دینے کی غرض سے مدینہ لائبریری بھی قائم ہو چکی ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ بہت ہی قلیل مدت میں یہ لائبریری گراں قدر خدمات انجام دے چکی ہے۔

اغراض و مقاصد

۱ تعلیمات رسول ﷺ او آپ کے اسوۂ حسنہ کی تبلیغ و اشاعت کرنا۔
۲ سرکارِ سرکاہی حضرت شاہ محمد تیغ علی علیہ الرحمۃ کے علمی، تبلیغی و روحانی مشن کو شرمندۂ تعبیر کرنا۔
۳ ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینا۔
۴ عصری تقاضوں کے پیش نظر سماجی فلاح و بہبود کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا۔
۵ دینی، علمی، تبلیغی، اصلاحی اور فلاحی اداروں کو فروغ دینا اور حسب ضرورت قائم کرنا۔
۶ قوم و ملت کی تعلیمی و معاشی ترقی کے لیے اسباب فراہم کرنا

تیغی ایجوکیشن اینڈ سوشل ویلفیئر سوسائٹی
آستانہ قادریہ تیغیہ یوسفیہ، علیم الدین چک، پوسٹ بواریا، ضلع ویشالی ۸۴۴۱۱۴ (بہار)

TEGHI EDUCATION AND SOCIAL WELFARE SOCIETY
Astana Qadria Teghia Yusufia, Alimuddin chak, P.O. Boaria, Dist. Vaishali (Bihar) - 844114 - Mb. No. +91-7631904467 / 9718601038
Email:teghi.org@gmail.com, madeena.lib@gmail.com